

کوچی میں چھٹے کے ایس راجہ منی یادگاری خطبات کی تقریب سے صدر جم۔ وری۔ جناب پرنس مکھرجی کا خطاب

Posted On: 03 MAR 2017 1:58PM by PIB Delhi

نئی دہلی، 03 مارچ - صدر جمہوریہ جناب پرنس مکھرجی نے کوچی میں معروف قانون داں اور کیرل پبلک مین انکوائری کمیشن کے سابق رکن جناب کے ایس راجہ منی کے اعزاز میں منعقد کئے جانے والے چھٹے کے ایس راجہ منی یادگاری خطبات کی تقریب میں جو تقریر کی تھی اس کے چیدہ چیدہ اقتباسات حسب ذیل ہیں:

1 مجھے کیرل میں معروف قانون داں اور کیرل پبلک مین انکوائری کمیشن کے سابق رکن جناب کے ایس راجہ منی کے اعزاز میں منعقد کئے جانے والے چھٹے یادگاری خطبے کی تقریب میں تقریر کے لئے آنے پر انتہائی مسرت کا احساس ہوا ہے۔
2 میں نے اپنی عوامی زندگی کے دوران مختلف حیثیتوں سے کیرل کا دورہ کیا ہے۔ یہ ریاست دنیا کے مختلف علاقوں کے تاجروں اور مذہبی مشنریوں کے لئے داخلے کے عظیم دروازے کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیرل کے لوگ اپنی ترقی پسند سوچ کے لئے مشہور ہیں۔ ادب، تعلیم، صحت، جنسی مساوات، سیاحت اور ثقافت کے شعبوں میں کیرل کی کامیابیاں یقیناً بے نظیر ہیں۔

3 کیرل ہائی کورٹ اس کے ججوں اور اس کے وکیلوں کا پورے ملک میں احترام کیا جاتا ہے۔ غریبوں اور محروم طبقات کو انصاف کی فراہمی کے لئے جسٹس وی آر کرشنا اثیر جیسے معروف ماہر قانون و انصاف کی جدوجہد اور خدمات انتہائی بیش قیمت ہونے کا حکم رکھتی ہیں۔

4 آج کے خطبے کا موضوع ہے: "India @ 70۔ 15 سال 15 اگست کو ہندوستان نے اپنی آزادی کے 70 سال مکمل کر لئے ہیں۔ آزادی سے 50 برس قبل ہندوستان کی معاشی شرح نمو صفر سے ایک فیصد تک ہوا کرتی تھی۔ پانچویں دہائی کے دوران ہماری شرح نمو ایک سے بڑھ کر دو فیصد ہو گئی۔ جبکہ چھٹی دہائی میں تین سے بڑھ کر چار فیصد اور 90 کی دہائی میں معاشی اصلاحات کے نتیجے میں ہماری شرح نمو 6 سے بڑھ کر سات فیصد ہو گئی۔ یاد رہے کہ پچھلی دہائی کے دوران ہماری شرح نمو کا اوسط 8 فیصد رہا ہے جس نے ہمیں دنیا کی تیزی سے ترقی کرتی ہوئی بڑی معیشتوں میں شامل کر دیا ہے۔

5 1950 میں ہندوستان کی آبادی 360 ملین تھی لیکن آج 1.3 بلین والے ایک مضبوط ملک کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہماری سالانہ فی کس آمدنی ملک کی آزادی کے وقت 7 ہزار 500 روپے ہوا کرتی تھی، جو اب زبردست اضافے کے 77 ہزار روپے سالانہ ہو گئی ہے۔ ہماری مجموعی گھریلو نمو کی شرح 2.3 فیصد سے بڑھ کر 7.9 فیصد ہو گئی ہے۔ غریبی کا تناسب بھی 60 فیصد سے کم ہو کر 25 فیصد تک آ گیا ہے۔

6 ہندوستان نے اپنی آزادی کے ابتدائی دنوں میں بے پناہ لوگوں کی روزی روٹی کا انتظام کیا ہے۔ ان دنوں ہمیں بیرون ملک سے درآمد کئے جانے والے اناج پر انحصار کرنا پڑتا تھا، لیکن آج ہم اتنا اناج پیدا کرتے ہیں جو نہ صرف ہمارے لئے کافی ہوتا ہے بلکہ ہم اس کو برآمد بھی کرتے ہیں۔

7 1947 میں ہمارے ملک میں کوئی قابل ذکر صنعت نہیں تھی۔ لیکن اس کے برعکس آج ہم دنیا میں دسویں سب سے بڑے صنعتی ملک کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ ہمارے ٹکنالوجیکل بیس اور نیٹ ورک، تحقیقی تجربہ گاہوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کو پوری دنیا میں ستائش کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔

8 پچھلے 70 برس کے دوران ہماری زندگیوں میں جو زبردست تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں انہیں بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ آج ہندوستان ایک غریب اور کم ترقی یافتہ ملک سے تبدیل ہو کر محض 7 دہائیوں کی مختصر مدت میں تیسری بڑی معیشت کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا ہے۔

9 غیر معمولی چیلنجوں اور زبردست کثرتوں کی موجودگی میں اپنے قومی اتحاد اور جمہوریت کو ٹھوس اور مضبوط بنائے رکھنا بھی کوئی کم اہم کامیابی نہیں رہی ہے۔ ہم نے اپنے ملک میں سختی کے ساتھ قانون کی حکمرانی برقرار رکھی ہے، آزاد عدلیہ قائم کی ہے اور فعال ذرائع ابلاغ اور شہری سماج قائم کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے الیکشن کمیشن اور کمپٹرولر اینڈ ڈیپٹر جنرل آف انڈیا جیسے مضبوط ادارے قائم کئے ہیں جو ہمارے سیاسی نظام کے ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دوستو، خواتین و حضرات!
10 ہمارے لئے اپنے اجداد کے ذریعہ قائم کی جانے والی روایتوں کی پاسداری کی دستاویز ہے ہمارا آئین۔

11 دراصل آئین کسی ملک کی حکمرانی کے چارٹر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اچھی حکمرانی کی تعریف نہ صرف یہ کہ وقت کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ متعدد دہائیوں کے تجربات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ پھر بھی ہمارے آئین میں ایسی بیش قیمت قدریں شامل ہیں، جنہیں کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

12 ہندوستان کے سبھی شہریوں کو انصاف، سماجی، معاشی اور سماجی انصاف کے ساتھ ساتھ آزادی، مساوات کی فراہم اور برادرانہ تعلقات کا قیام ہندوستانی عوام کے عزم محکم کی حیثیت رکھتا ہے۔

13 دراصل کسی بھی ملک کی زندگی میں سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف منزل کی بجائے سفر کی حیثیت رکھتا ہے اور سماجی انصاف کے حصول کے لئے اچھی حکمرانی ہی نہیں بلکہ کشادہ ذہنی رویوں اور سماجی قدروں میں تبدیلی اشد ضروری ہوتی ہے۔

کسی بھی جمہوریت کا حتمی نشانہ فرض کے معاشی، مذہبی اور سماجی مرتب سے قطع نظر اسے بااختیار بنانا ہے۔ یہ کسی حد تک دشوار گزار خواب سمجھا جاسکتا ہے لیکن کسی بھی نظام کی طاقت اور استحکام، کامیابی کے لئے مسلسل محنت کئے جانے میں مضمر ہوتا ہے۔ سیاسی انصاف کی فراہمی کے لئے ضروری ہے کہ سماج کے حاشیے پر پڑے طبقات کو بااختیا بنانے کی مسلسل کوششیں کی جائیں۔

ہندوستان کی آزادی کے وقت دنیا کے بیشتر لوگوں کا خیال تھا کہ ہمارا جمہوری تجربہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ یہ لوگ ہماری ہم جہتی، غریب اور ہمارے عوام کی کم تعلیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے پیش گوئی کیا کرتے تھے کہ ہندوستان بالآخر تاناشاہی یا فوجی اقتدار والے ملک میں تبدیل ہو جائے گا۔ لیکن ہندوستان کے عوام نے ان لوگوں کی ایسی تمام پیش گوئیوں کو پوری طرح خارج کر دیا، لیکن اس کے باوجود ہمیں یہ سچائی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ ہمیں اپنی جمہوریت پروری جاری رکھنی ہوگی۔ ہمیں کسی بھی قیمت پر استحصال کو جاری رہنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ تشدد برپا رکھنے والوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آج بدھ، اشوک اور اکبر کو تاریخ میں ہٹلر اور چنگیز خاں کی بجائے عظیم شخصیات کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔

دوستو!
ہمارے لیڈروں اور سرگرم سیاسی کارکنوں کو عوام کی بات سننی چاہئے، ان کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے۔ ان سے کچھ سیکھنا چاہئے اور ان کی ضرورتوں کی تکمیل کرنی چاہئے اور خدشات کا ازالہ کرنا چاہئے۔ کسی بھی قانون ساز کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عوام اس کی باتوں میں آجائیں گے۔ انہیں قانون سازی کے بنیادی کام پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے اور عوامی خدشات اور مسائل کے سدباب پر بھی توجہ مرکوز رہنی چاہئے۔

ہمارے لیڈروں اور سرگرم سیاسی کارکنوں کو عوام کی بات سننی چاہئے، ان کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے۔ ان سے کچھ سیکھنا چاہئے اور ان کی ضرورتوں کی تکمیل کرنی چاہئے اور خدشات کا ازالہ کرنا چاہئے۔ کسی بھی قانون ساز کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عوام اس کی باتوں میں آجائیں گے۔ انہیں قانون سازی کے بنیادی کام پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے اور عوامی خدشات اور مسائل کے سدباب پر بھی توجہ مرکوز رہنی چاہئے۔

قانون سازی اراکین پارلیمان کی سب سے بڑی ذمہ داری ہوتی ہے اور یہ بات انتہائی بد نصیبی کی ہے کہ ہماری پارلیمنٹ میں قانون سازی کے لئے وقت دن بہ دن کم ہوتا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر 1952 سے 1957 کے درمیان پہلی لوک سبھا کے 677 اجلاس میں 309 بل منظور کئے گئے تھے اس کے برعکس 2004 سے 2009 تک کی 332 نشستوں میں محض 247 بل ہی پاس کئے جاسکے تھے۔ جبکہ پندرہویں لوک سبھا کی 357 نشستوں میں 181 بل اور سولہویں لوک سبھا کی 197 نشستوں میں محض 111 بل ہی منظور کئے جاسکے۔ خواتین و حضرات !

کسی بھی منتخبہ منصب پر فائز شخص کو یہ گمان نہیں رکھنا چاہئے کہ اسے ووٹروں نے اس منصب پر فائز ہونے کے لئے بلایا ہے۔ ان سبھی ووٹروں کے پاس جاکر ان سے ووٹ اور سپورٹ کی اپیل کی ہے، اس لئے سیاسی نظام اور منتخب لیڈروں پر عوامی اعتماد کو دھوکہ نہیں دیا جانا چاہئے۔ ہمارے قانون سازوں اور پارلیمنٹ کو اختلافات اور جھگڑوں پر توجہ مرکوز نہیں رکھنی چاہئے۔ ایوان میں اکثریت ثابت کرنے کو طاقت کی آزمائش نہیں سمجھنا چاہئے۔ لوگوں کی نمائندگی کا حق دراصل کوئی استحقاق نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری اور فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ خواتین و حضرات !

مجھے اس موقع پر امریکہ کے بانیوں میں شامل بنجامن فرینکلنک کی یاد آ رہی ہے۔ 1787 میں کانسٹی ٹیوشن کنونشن کے اجلاس سے باہر آتے ہوئے فلاڈلفیا کی ایک خاتون محترمہ پومل نے ان سے پوچھا تھا کہ ڈاکٹر ہمیں کیا حاصل ہوا ہے جمہوریت یا شہنشاہیت۔ بنجامن نے بغیر کسی پس و پیش کے اس کا جواب دیا تھا : ہم نے جمہوریہ حاصل کی ہے۔ کاش ہم اسے قائم رکھ سکیں۔

آج مجھے ہندوستان کا مستقبل انتہائی روشن اور تابناک نظر آرہا ہے۔ ملک کے دور دراز علاقوں میں آباد حاشیے پر پڑے ہوئے لوگوں کو مطلوب بنیادی حقوق، ان کی ترقی اور ایک درد مند سماج کی تشکیل کے لئے ہماری آئینی قدروں، جواں سال نسلوں اور کاروباری اہلیتوں سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ پچھلے 70 برس کے دوران ہندوستان میں انتہائی ڈرامائی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اُندھ دس برس کے دوران ہم ملک و قوم کو اگے لے جاتے ہوئے زبردست کامیابیاں حاصل کریں گے۔

م ن - س ش - رم

